فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن ابی جدعاء تمیمی) سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى كُنْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب سے لکھا گیا تھا آپ نبی ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے مراحل میں تھے، میری نبوت لکھی جا چکی تھی۔''

(التاريخ الكبير للبخاري : 374/7، مسند الإمام أحمد : 59/5، المعجم الكبير للطبراني : 353/20، القدر للفريابي : 17)

❀ ایک صحابی سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَتٰى جُعِلْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

''میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب لکھا گیا کہ آپ نبی ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح وجسم کے مراحل میں تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 66/4، 379/5)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ اس حدیث کے مرسل اور متصل ہونے میں اختلاف ہے، یہ عبداللہ بن شقیق کی مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی راجح ہے، جیسا کہ امام دار قطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العلل : 3432)

دوسری روایت میں صحابی سے مراد میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ ہی ہیں، کیونکہ دونوں سے روایت کرنے والے عبداللہ بن شقیق ہیں، لہٰذا یہ ایک ہی روایت ہے، یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(سوال): عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو بنیاد بنا کر انہیں مشکل کشا قرار دینا کیسا ہے؟

(جواب): معجزات و آیات من جانب اللہ ہوتے ہیں، جو نبی کی نبوت کی صداقت پر دلیل ہوتے ہیں۔ ان پر انبیا کا اختیار نہیں ہوتا۔ لہٰذا معجزات کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ پیغمبر مشکل کشا اور کارساز ہیں، نادانی ہے۔ اگر ایسے ہے، تو عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں، مشکل کشائی، حاجت روائی اور کارسازی کے لیے ان کی پکار کیوں نہیں کی جاتی؟ زندہ نبی کو چھوڑ کر فوت شدگان کی پکار کیوں کی جاتی ہے؟

مافوق الاسباب اُمور میں مشکل کشائی اور کارسازی میں حقیقی اور مجازی کا کوئی تصور نہیں۔ حقیقی مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی مجازی مشکل کشا اور کارساز نہیں۔

(سوال): کیا معجزات اور کرامات کی بنا پر انبیا اور اولیا کو متصرف الامور کہا جا سکتا ہے؟

(جواب): انبیا کے معجزات اور اولیا کی کرامات کی بنیاد پر یہ کہنا کہ یہ تکوینی اُمور میں تصرف کرتے ہیں، جائز نہیں، کیونکہ معجزہ اور کرامت انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی، انہیں عمومی دلیل اور قانون نہیں بنایا جا سکتا، نیز یہ کہنا کہ انبیا اور اولیا، اللہ تعالیٰ کے نائب

ہیں، گمراہی ہے، کیونکہ اللہ کا کوئی نائب نہیں۔ وہ ہر قسم کے عیوب ونقائص سے منزہ ہے۔

❀ علامہ محمود بن عبداللہ، آلوسی، حنفی (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰی : ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾(الحجّ : ٧٣)إلخ إِشَارَةٌ إِلٰی ذَمِّ الْغَالِينَ فِي أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی، حَيْثُ يَسْتَغِيثُونَ بِهِمْ فِي الشِّدَّةِ غَافِلِينَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَيَنْذُرُونَ لَهُمُ النُّذُورَ، وَالْعُقَلَاءُ مِنْهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّهُمْ وَسَائِلُنَا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی، وَإِنَّمَا نَنْذُرُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَجْعَلُ ثَوَابَهٗ لِلْوَلِيِّ، وَلَا يَخْفٰی أَنَّهُمْ فِي دَعْوَاهُمُ الْأُولٰی أَشْبَهُ النَّاسِ بِعَبَدَةِ الْأَصْنَامِ، الْقَائِلِينَ : إِنَّمَا نَعْبُدُهُمْ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی، وَدَعْوَاهُمُ الثَّانِيَةُ لَا بَأْسَ بِهَا لَوْ لَمْ يَطْلُبُوا مِنْهُمْ بِذٰلِكَ شِفَاءَ مَرِيضِهِمْ أَوْ رَدَّ غَائِبِهِمْ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِمُ الطَّلَبُ، وَيُرْشِدُ إِلٰی ذٰلِكَ أَنَّهٗ لَوْ قِيلَ : انْذُرُوا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَاجْعَلُوا ثَوَابَهٗ لِوَالِدَيْكُمْ، فَإِنَّهُمْ أَحْوَجُ مِنْ أُولٰئِكَ الْأَوْلِيَاءِ لَمْ يَفْعَلُوا، وَرَأَيْتُ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَسْجُدُ عَلٰی أَعْتَابِ حَجَرِ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّثْبُتُ التَّصَرُّفَ لَهُمْ جَمِيعًا فِي قُبُورِهِمْ، لٰكِنَّهُمْ مُّتَفَاوِتُونَ فِيهِ حَسَبَ تَفَاوُتِ مَرَاتِبِهِمْ، وَالْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ يَحْصُرُونَ التَّصَرُّفَ فِي الْقُبُورِ فِي أَرْبَعَةٍ أَوْ

خَمْسَةٍ، وَإِذَا طُولِبُوا بِالدَّلِيلِ قَالُوا : ثَبَتَ ذٰلِكَ بِالْكَشْفِ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، مَا أَجْهَلَهُمْ وَأَكْثَرَ افْتِرَائَهُمْ، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّزْعَمُ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ وَيَتَشَكَّلُونَ بِأَشْكَالَ مُخْتَلِفَةٍ، وَعُلَمَاؤُهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّمَا تَظْهَرُ أَرْوَاحُهُمْ مُّتَشَكَّلَةً وَّتَطُوفُ حَيْثُ شَاءَ تْ، وَرُبَّمَا تَشَكَّلَتْ بِصُورَةِ أَسَدٍ أَوْ غَزَالٍ أَوْ نَحْوَهٗ، وَكُلُّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ لَّا أَصْلَ لَهٗ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكَلَامِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَقَدْ أَفْسَدَ هٰؤُلَاءِ عَلَى النَّاسِ دِينَهُمْ، وَصَارُوا ضِحْكَةً لِّأَهْلِ الْأَدْيَانِ الْمَنْسُوخَةِ فِي الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى، وَكَذَا لِأَهْلِ النِّحَلِ وَالدَّهْرِيَّةِ، نَسْأَلُ اللّٰهُ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ .

’’فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا﴾(الحجّ : ۷۳)(جن کو[اے مشرکو] تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے)۔ اس آیتِ کریمہ میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے، جو اولیاء اللہ کے بارے میں غلوّ کا شکار ہو گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر مصیبت میں ان اولیاء سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کے نام پر نذر و نیاز دیتے ہیں۔ ان میں سے ’دانشور‘ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اولیاء تو ہمارے لیے اللہ کی طرف وسیلہ ہیں اور یہ نذر و نیاز تو ہم اللہ کے لیے دیتے ہیں، البتہ اس کا ثواب اس ولی کو پہنچاتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے دعوے میں بالکل ان بت پرستوں جیسے ہیں جو کہتے تھے کہ ہم ان

بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ رہا دوسرا دعویٰ تو اس میں کوئی حرج نہ ہوتا اگر وہ بزرگوں سے اپنے مریضوں کے لیے شفاء اور غائب ہونے والوں کی واپسی وغیرہ کا مطالبہ نہ کرتے [حالانکہ شرعاً یہ بھی ناجائز ہے۔ناقل]۔ان کی حالت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بزرگوں سے مانگنے کے لیے ان کے نام کی نذر ونیاز دیتے ہیں۔اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی نذر ونیاز دو اور اس کا ثواب (اولیاء) کی بجائے اپنے والدین کو پہنچاؤ، کیونکہ تمہارے والدین ان اولیاء سے بڑھ کر ثواب کے محتاج ہیں، تو یہ مشرکین ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، [اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا مقصد بزرگوں سے مانگنا ہی ہوتا ہے]۔ میں نے بہت سے مشرکین کو دیکھا ہے کہ اولیاء کی قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔بعض مشرکین تو سب اولیاء کے لیے ان کی قبروں میں تصرف (قدرت) بھی ثابت کرتے ہیں، البتہ مراتب کے اعتبار سے یہ تصرف مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ان مشرکین کے 'اہل علم' قبروں میں اولیاء کے لیے چار یا پانچ قسم کا تصرف ثابت کرتے ہیں، لیکن جب ان سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ چیز کشف سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو تباہ و برباد کرے، یہ کتنے جاہل اور جھوٹے لوگ ہیں! ان میں سے بعض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اولیاء اپنی قبروں سے نکلتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں، جبکہ ان کے 'اہل علم' کا کہنا ہے کہ اولیاء کی صرف روحیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ان کے بقول بسا اوقات اولیاء کی روحیں شیر،

ہرن وغیرہ کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں، کتاب و سنت اور اسلافِ امت کے کلام میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان مشرکین نے (سادہ لوح) لوگوں کا دین بھی برباد کر دیا ہے۔ ایسے لوگ یہود و نصاریٰ، دیگر ادیانِ باطلہ کے پیروکاروں اور بے دین لوگوں کے سامنے مذاق بن گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے (دین و دنیا کی) عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔''

(روح المَعاني : 2/212-213)

سوال: نبی کریم ﷺ کو فوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا کیسا ہے؟

جواب: فوق الاسباب مدد کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کی پکار جائز ہے، اللہ کے علاوہ کسی کی پکار جائز نہیں، خواہ وہ نبی ہو، یا ولی۔ فوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی پکار کرنا شرک ہے۔

فوق الاسباب اُمور میں انبیا، اولیا اور فرشتوں سے مدد مانگنا شرک ہے۔ تحت الاسباب اُمور میں مدد زندوں سے مانگی جا سکتی ہے، بشرطیکہ وہ اس پر قادر ہوں۔ کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کو دافع بلا سمجھ کر فریاد نہیں کی اور مشکل کشائی کے لیے نہیں پکارا۔

❁ علامہ صنع اللہ حنفی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ) لکھتے ہیں:

مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ مِنْ نَبِيٍّ أَوْ وَلِيٍّ أَوْ رُوحٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فِي كَشْفِ كُرْبَةٍ أَوْ قَضَاءِ حَاجَةٍ تَأْثِيرًا، فَقَدْ وَقَعَ فِي وَادِي جَهْلٍ خَطِيرٍ، فَهُوَ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ السَّعِيرِ.

وَأَمَّا كَوْنُهُمْ مُسْتَدِلِّينَ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُمْ كَرَامَاتٌ، فَحَاشَا لِلّٰهِ أَنْ تَكُونَ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ بِهٰذِهِ الْمَثَابَةِ، وَأَنْ يُّظَنَّ بِهِمْ أَنَّ دَفْعَ

الضُّرِّ، وَجَلْبَ النَّفْعِ مِنْهُمْ كَرَامَةٌ، فَهٰذَا ظَنُّ أَهْلِ الْأَوْثَانِ، كَمَا أَخْبَرَ الرَّحْمٰنُ : ﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾، ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾

''جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ نبی، ولی، روح یا کسی اور ہستی کو مصیبت دور کرنے اور حاجت پوری کرنے کا اختیار ہے، تو وہ جہالت کی خطرناک وادی میں واقع ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دھانے پر کھڑا ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ اولیائے کرام (حاجب روائی) اپنی کرامات کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ اللہ کے ولیوں کو ایسے مقام پر سمجھا جائے اور ان سے یہ گمان رکھا جائے کہ وہ کرامت کے ذریعے لوگوں کی تکلیفیں دور کرتے اور ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ تو بتوں کے پجاریوں کا عقیدہ ہوا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ کریم ان کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں:

﴿هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

اسی طرح ان کا ایک اور جملہ یوں نقل کیا: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔''

(سيف اللّٰه على من كذب على أولياء اللّٰه، ص 48)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْإِيمَانِ، فَلَيْسَ لَهُمْ غَيْرُ اللّٰهِ دَافِعٌ، وَمِنْهُ تَحْصُلُ

الْمَنَافِعُ ...... فَإِنَّ ذِكْرَ مَا لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ النَّفْعُ وَلَا دَفْعُ الضَّرِّ مِنْ نَبِيٍّ وَّمَلَكٍ، وَوَلِيٍّ، وَغَيْرِهِمْ عَلٰى وَجْهِ الْإِمْدَادِ مِنْهُ إِشْرَاكٌ مَعَ اللّٰهِ، إِذْ لَا قَادِرَ عَلَى الدَّفْعِ غَيْرُهُ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُهُ.

''اور جو اہل ایمان ہیں، ان سے مصیبت کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اسی سے منفعت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس کی حیثیت نفع پہنچانے اور تکلیف دور کرنے والے کی نہیں، اس سے مدد طلب کرنے کے لئے اس کا ذکر کرنا اللہ کے ساتھ شرک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ نبی ہو، فرشتہ ہو یا ولی ہو یا کوئی دوسرا ہو، کیونکہ اللہ کے سوا تکلیف دور کرنے پر اور نفع دینے پر کوئی قادر نہیں ہے۔''

(سیف اللّٰہ علی من کذب علی أولیاء اللّٰہ، ص 48)

سوال: یہ کہنا کہ ''تمام درختوں پر لگے پتوں کی تعداد اللہ اور اس کے رسول جانتے ہیں۔'' کیسا ہے؟

جواب: یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، اس کا علم وسیع ہے، نبی کریم ﷺ وہی جانتے تھے، جو آپ ﷺ کی طرف وحی کیا جاتا تھا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ بھی تمام درختوں کے پتوں کی تعداد جانتے ہیں، آپ ﷺ کے متعلق غلو ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمال ہیں، وہ عیوب ونقائص سے پاک ہے۔ جھوٹ بری خصلت ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرنا صریح کفر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾(النّساء : ٨٧)

''بھلا اللہ سے بڑھ کر بات میں سچا کون ہوسکتا ہے؟''

❀ نیز فرمایا:

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾(النّساء : ١٢٢)

''بھلا اللہ سے بڑھ کر قول میں سچا کون ہوسکتا ہے؟''

سوال: خاتم النبیین سے کیا مراد ہے؟

جواب: خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے، یعنی نبی کریم ﷺ انبیائے کرام میں سے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خاتم کو افضل کے معنی میں کرنا درست نہیں۔

خاتم کا حقیقی معنی آخری ہے اور مجازاً اس میں کئی معانی داخل ہیں، اب قرائن بتائیں گے کہ مجازی معنی کب مراد لیا جائے اور حقیقی معنی کب مراد لیا جائے؟

بعض جگہوں پہ خاتم الشعرا، خاتم الکرام، خاتمۃ المجاہدین، خاتمۃ الحفاظ، خاتمۃ الفقہاء، خاتمۃ المحدثین اور آخر الشعراء وغیرہ کے القاب استعمال ہوئے ہیں، اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خاتم اور آخر سے مراد آخری نہیں، بلکہ فضیلت والا ہوتا ہے۔

لیکن یہ استدلال بالکل غلط اور لغت عرب سے ناواقفی پر دلالت کناں ہے، ہر لفظ کا ایک ظاہری معنی ہوتا ہے اور ایک مجازی۔

خود رسول اللہ ﷺ نے خاتم کا حقیقی معنی مراد لیا ہے، فرمایا : لَانَبِيَّ بَعْدِي ''میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

مزید فرمایا: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ ''سلسلہ نبوت ختم ہے''۔

نیز فرمایا: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ ”نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی ہے۔“
رسول اللہ ﷺ کی تصریحات واضح کرتی ہیں کہ خاتم سے مراد آخری نبی ہی ہے۔
اسی طرح اجماع صحابہ، اجماع امت اور ائمہ لغت سب کہتے ہیں کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
لہٰذا ظلی، بروزی، امتی، خلیفہ نبی اور غیر مستقل نبی وغیرہ کی بے بنیاد اصطلاحات قرآن، حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔
خاتم النبیین کا یہ مطلب بھی صریح باطل ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس پر نبوت کی مہر لگا دیں، وہ امتی نبی ہو گا۔ نصوص قرآن وسنت، اجماع امت، علمائے امت اور ائمہ لغت کسی نے اس لفظ کا یہ معنی بیان نہیں کیا، اب اگر کوئی یہ معنی بیان کرتا ہے، تو مطلب ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور تمام امت کو تو اس معنی کا ادراک نہیں ہو سکا اور ان صاحب کو ہو گیا ہے!

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا امکان ماننا جائز ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کا امکان نہیں، امکان ماننا عقیدہ ختم نبوت میں تشکیک ہے، بلکہ یہ کتاب وسنت کی نصوص اور امت کے اجماع میں تشکیک ہے، کیونکہ ان سب دلائل سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

❀ علامہ غزالی رحمہ اللہ (505ھ) لکھتے ہیں:

”اجماع امت نے اس لفظ لَا نَبِيَّ بَعْدِي اور دیگر دلائل سے یہ بات سمجھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کسی بھی دور میں نبوت یا رسالت کے

امکان کی کلی نفی کر دی ہے۔ اس میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں کی جا سکتی، اس کا منکر اجماع کا منکر ہے۔'' (الاقتصاد في الاعتقاد : 137)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ تخلیق آدم علیہ السلام سے نبی تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کئی سعادتوں سے نوازا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تقدیر میں لکھ دی گئی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کے سر اقدس پر نبوت کا تاج سجایا گیا۔ یہ نظریہ کہ آپ کی تخلیق ہی آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی، بے دلیل اور گمراہی پر مبنی ہے۔ اہل سنت میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ نیز یہ کہنا بھی درست نہیں کہ آپ ﷺ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نبی بن چکے تھے، یہ کفر ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهٖ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذٰلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ تَرَيْنَ .

''میں تقدیر الٰہی میں خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں، نبیوں کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 127/4، التاريخ الكبير للبخاري : 68/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦٤٠٤) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (٤١٨/٢)

نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

(جواب): اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا لکھ دیا تھا کہ ابھی آدم علیہ السلام تخلیق کے مراحل میں تھے۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَرَادَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ كَذَالِكَ فِي قَضَاءِ اللّٰهِ وَتَقْدِيرِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّكُونَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامِ .

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تقدیر میں آدم علیہ السلام سے پہلے نبی لکھ دیے گئے تھے۔''

(شعب الإيمان : 510/2، تحت الحديث : 1322)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ أَنْ يُّوحٰى إِلَيْهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِّاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنَّمَا الْمَعْنٰى أَنَّ اللّٰهَ كَتَبَ نُبُوَّتَهٗ فَأَظْهَرَهَا وَأَعْلَنَهَا بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِ آدَمَ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا أَخْبَرَ أَنَّهٗ يَكْتُبُ رِزْقَ الْمَوْلُودِ وَأَجَلَهٗ وَعَمَلَهٗ وَشَقَاوَتَهٗ وَسَعَادَتَهٗ بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِهٖ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا فِي حَدِيثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ : (إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ) وَفِي رِوَايَةٍ (إِنِّي عَنْدَ اللّٰهِ لَمَكْتُوبٌ خَاتَمَ

النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُجَنْدَلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرٰى عِيسٰى وَرُؤْيَا أُمِّي رَأَتْ حِينَ وَلَدَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ)، وَكَثِيرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ الْمُصَنِّفِينَ وَغَيْرِهِمْ يَرْوِيهِ (كُنْت نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ)، (وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ) وَيَجْعَلُونَ ذٰلِكَ وُجُودَهُ بِعَيْنِهٖ وَآدَمُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ بَلِ الْمَاءُ بَعْضُ الطِّينِ لَا مُقَابِلُهُ .

''جو کہے کہ نبی کریم ﷺ نزول وحی سے پہلے ہی نبی تھے، وہ کافر ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت لکھی، پھر سیدنا آدم علیہ السلام کے جسد کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس نبوت کا اظہار و اعلان فرما دیا جیسا کہ (صحیح البخاری: ۳۱۸، صحیح مسلم: ۲۶۴۵) میں ہے کہ بچہ کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس کا رزق، موت، عمل، سعادت اور شقاوت لکھ دی جاتی ہے۔ نیز سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (مسند احمد: ۳۷۹/۲۸) میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کے ہاں 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا۔'' دوسری روایت میں ہے: 'میں اللہ کے حضور 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں آپ کو ابتدا کی خبر دیتا ہوں، جو کہ دعوتِ ابراہیم، بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام اور میری والدہ ماجدہ کی خواب کی روشن تعبیر تھی کہ جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ ان سے ایک روشنی خارج ہوئی،

جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔'' کئی جاہلوں کا وطیرہ ہے کہ وہ (كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) (وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ) بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا شخصی وجود اس وقت بھی موجود تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے، بلکہ پانی گارے کا کچھ حصہ ہے، لیکن گارے کا پانی سے کوئی تقابل نہیں۔''

(مجموع الفتاوٰی : 282/8)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو تمام عالم کا علم ہے؟

جواب: قرآن کریم میں ثابت ہے کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں۔ معراج کی رات نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی نشانیاں دکھائی تھیں۔ اس سے آپ کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اسلاف امت میں کوئی بھی نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہتا۔

سوال: کیا عید میلاد منانا جائز ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ، صحابہ، تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ مسلمین نے عید میلاد نہیں منائی۔ اگر یہ دین ہوتا، تو اسلاف امت اول حق دار تھے کہ اس پر عمل کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر کتاب وسنت کی تعبیروں کو سمجھنے والے اور نبی کریم ﷺ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے تھے۔

❀ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) سے نقل کرتے ہیں:

لَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ، إِنَّمَا حَدَثَ بَعْدُ.

''یہ کام (عیدمیلاد) تینوں زمانوں (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) میں سے کسی نے نہیں کیا۔ یہ تو بعد میں ایجاد ہوا۔''

(جاء الحق:1/236)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ لَّمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ .

''میلاد کی اصل بدعت ہے۔ یہ عمل تین (مشہود لہا بالخیر) زمانوں کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں۔''

(الحاوي للفَتاوِي للسّيوطي :1/196)

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (۷۳۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ خَلَا مِنْهُ وَعَمِلَ طَعَامًا فَقَطْ وَنَوٰى بِهِ الْمَوْلِدَ وَدَعَا إِلَيْهِ الْإِخْوَانَ، وَسَلِمَ مِنْ كُلِّ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ، فَهُوَ بِدْعَةٌ بِنَفْسِ نِيَّتِهٖ فَقَطْ؛ لِأَنَّ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ فِي الدِّينِ وَلَيْسَ مِنْ عَمَلِ السَّلَفِ الْمَاضِينَ، وَاتِّبَاعُ السَّلَفِ أَوْلٰى، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أَنَّهٗ نَوَى الْمَوْلِدَ، وَنَحْنُ تَبَعٌ فَيَسَعُنَا مَا وَسِعَهُمْ .

''اگر میلاد گانے سے خالی ہو، صرف کھانا تیار کیا جائے، نیت میلاد کی ہو اور کھانے پر دوست احباب کو مدعو کیا جائے۔ یہ کام اگر مذکورہ قباحتوں سے خالی بھی ہو، تو یہ صرف میلاد کی نیت کی وجہ سے بدعت بن جائے گا، کیونکہ یہ دین میں زیادت ہے۔ سلف صالحین کا اس پر عمل نہیں۔ سلف کا اتباع ہی لائق عمل

ہے۔سلف صالحین میں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ اس نے میلاد کی نیت سے کوئی کام کیا ہو۔ہم سلف صالحین کے پیروکار ہیں۔ہمیں وہی عمل کافی ہو جائے گا، جو سلف کو کافی ہوا تھا۔‘‘

(الحاوي للفتاوِي للسّيوطي :195/1)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ شرک اس وقت ہوگا، جب کوئی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: جو رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اگرچہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں سمجھتا، مگر معاملہ برابری والا ہی کرتا ہے۔اگر مخلوق کو مختار کل، مشکل کشا، فریاد رس اور کارساز سمجھے، تو یہ برابری کی بنیاد پر ہی ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں اسلاف امت نے جسے شرک قرار دیا ہے، وہ کوئی بھی صورت مخلوق کے لیے جائز سمجھنا شرک ہے۔جو غیراللہ کی پکار کرتے ہیں، ان سے اولادیں مانگتے ہیں، شفا مانگتے ہیں، نقصان کو نفع میں بدلنے کی درخواست کرتے ہیں، مقدمات میں فتح چاہتے ہیں، رزق کی فراخی کا سوال کرتے ہیں، یہ سب شرک ہے۔اگر برابری کا نظریہ نہ ہو، ان میں سے کوئی بھی چیز غیر اللہ سے مانگے، کیا یہ شرک نہیں؟ یقیناً شرک ہے۔قرآن کریم کے مطابق اس نے اُسے اپنا الہ ومعبود بنالیا ہے۔ اس سے برابری لازم آتی ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الرّوم : ٤٠)

''اللہ وہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے؟ اللہ پاک ہے اور تمام تر شریکوں سے بلند ہے۔''

❁ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں روز قیامت کہیں گے:

﴿إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشّعراء: ٩٨)

''ہم تمہیں رب العالمین کے برابر قرار دیتے تھے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَجَعَلْتَنِي وَاللّٰهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ.

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: آپ نے مجھے اور اللہ تعالیٰ کو برابر کر دیا، بلکہ وہی ہوگا، جو اللہ چاہے گا۔''

(مسند الإمام أحمد: 1839، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا کے الفاظ ثابت نہیں۔ جس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔ دیگر ثقات یہ الفاظ بیان نہیں کرتے۔

(سوال): بزرگان دین کا عرس منانا کیسا ہے؟

(جواب): جو لوگ بزرگوں کا عرس مناتے ہیں، وہ شرعی دلائل سے تہی دست ہیں۔ یاد

رہے کہ بزرگوں کی یاد میں عرس منانا، ان کی قبروں پر سال بہ سال حاضری دینا مشرک قوموں کا وطیرہ رہا ہے، اسلام میں عرسوں کا کوئی تصور نہیں۔ اگر بزرگوں کی قبروں پر عرس میلے جائز ہوتے، تو اللہ تعالیٰ ہمیں انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں کے بارے میں مطلع فرماتا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا . ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔''

(مسند الإمام أحمد : 368/2، سنن أبي داوٗد : 2042، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذکار ص ۱۰۶، خلاصۃ الاحکام : ۱/۴۴۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۶/ ۴۸۸) نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، فَإِنَّ رُوَاتَهٗ كُلَّهُمْ ثِقَاتٌ مَّشَاهِيرٌ .

''اس کی سند حسن ہے، اس کے تمام راوی مشہور ثقہ ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقيم : 654/2)

اہل شرک و بدعت اپنے عقائد و اعمال پر جو قرآن و سنت سے دلائل پیش کرتے ہیں، ان دلائل سے اگر وہ عقائد و اعمال ثابت ہوتے، تو اسلاف اُمت زیادہ حق دار تھے کہ ان دلائل سے یہ عقائد و اعمال ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا دلیل ہے کہ ان دلائل سے یہ عقائد و اعمال ثابت نہیں ہوتے۔ یہ قرآن و سنت کے دلائل اسلاف اُمت کے دلائل ہیں۔ جہاں محدثین سے دلائل لینے ہیں، وہاں ان دلائل کا مفہوم معنی بھی انہی سے لینا ہے۔

سوال: ائمہ دین کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ائمہ دین کو گالی دینا بہت بڑا جرم ہے، بلکہ بعض اہل علم نے اسے کفر تک

کہا ہے، کیونکہ اہل علم کی توہین واستخفاف درحقیقت علم وحی کی توہین واستخفاف ہے، عام مسلمان کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، تو اللہ کے ولیوں اور کبار اہل علم کو گالی دینا یا اُن کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہے۔

۞ علامہ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں:

اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْأَشْرَافِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ .

''شرفا اور علما کا استخفاف کرنا باعث کفر ہے۔''

(مَجمع الأنهر :695/1)

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلْاِسْتِهْزَاءُ بِالْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ .

''علم اور اہل علم کا استہزا کرنا کفر ہے۔''

(الأشباه والنّظائر، ص 160)

سوال: کیا تقلید حرام اور بدعت ہے؟

جواب: ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث، جو بعض احباب تقلید کے ثبوت پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود تقلید کی مذمت کرتے ہیں، اگر ان آیات واحادیث سے تقلید ثابت ہوتی، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے تقلید ثابت نہیں۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت سے تقلید کا اثبات کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے علم

سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعدوالا مطلع ہو گیا۔ یہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ ان کا ہر عقیدہ و عمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔

قرآن وحدیث علم الٰہی کا نام ہے، جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر اتارا، صحابہ کرام نے اسے نبی کریم ﷺ سے اخذ کیا، ان سے تابعین نے، ان سے تبع تابعین نے، ان سے ائمہ اہل سنت نے اخذ کیا۔ تقلید قرآن وحدیث کی مخالفت میں امتی کی بات کو دین بنانا ہے۔ معلوم ہوا کہ تقلید کی بنیاد علم الٰہی پر نہیں، بلکہ جہالت اور معصیت پر ہے۔ علما کا اتفاق ہے کہ تقلید جہالت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾(آل عمران : 103)

''سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو، اس سے علیحدگی اختیار مت کرو۔''

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنْ تعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا .

''(اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو، اس سے علیحدگی اختیار مت کرو۔''

(صحيح مسلم : 1715)

تقلید حبل اللہ کو چھوڑنے اور اس سے علیحدگی کا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ تقلید اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے۔ بالفاظ دیگر تقلید دین الٰہی کے مقابلہ میں دین وضع کرنا ہے۔